زبان کی حفاظت جنت کی ضمانت

تحریر:
حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی
خطیب برطانیہ

زبان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کی ذراسی حرکت سے انسان جانے کیا کیا کام لے رہا ہے۔اس زبان کی وجہ سے ہی انسان کو قوت نطق ملتی ہے جس سے وہ اپنے مافی الضمیر کو بڑی آسانی سے بیان کرسکتا ہے۔دیکھنے میں تو زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہے لیکن اس کا استعمال اسے بڑا اہم بنا دیتا ہے۔زبان عقل کی نائب ہے۔عقل وخیال میں جو کچھ آتا ہے اس کو الفاظ وعبارت کی صورت میں ظاہر کرنا زبان ہی کا کام ہے۔ زبان کا درست استعمال نہ صرف اس دنیا میں انسان کو باوقار بناتا ہے بلکہ آخرت میں بھی انسانی فلاح کا ذریعہ بنے گا۔زبان ہی سے انسان ایمان کا اقرار کرتا ہے اور زبان ہی سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔جو اس کی اخروی نجات اور اطمینان قلب کا ذریعہ ہے۔

دوسری طرف اللہ کی نافرمانیاں بھی اکثر زبان ہی سے سرزد ہوتی ہیں۔دنیا میں جھگڑے اور فسادات بھی زیادہ تر زبان کی بے احتیاطی اور بے باکی سے پیدا ہوتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں آج جو بدامنی، بے چینی اور افراد معاشرہ میں ناچاقی ومخالفت، شقاوت اور بدبختی پھیلی ہوئی ہے اس کا ایک اہم سبب زبان کا ناجائز استعمال ہی ہے۔اس لئے قرآن وحدیث میں زبان کے درست استعمال کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفات میں سے ایک نمایاں صفت لغو سے پرہیز کرنا بتایا ہے اور اسے کامیابی کی ضمانت بتایا گیا ہے۔﴿قد أفلح المؤمنون الذين هم في صلوٰتهم خٰشعون والذين هم عن اللغو معرضون ﴾[المؤمنون] ''یقیناً وہ مومن فلاح پائیں گے جو اپنی نمازیں خشوع سے ادا کرتے اور لغو سے پرہیز کرتے ہیں''۔لغو سے مراد ہر بے ہودہ، بیکار باتیں اور عادات ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿يا أيها الذين اٰمنو اتقوا الله وقولوا قولاً سديداً يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم﴾ ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمارے گناہ بخش دے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو وہ بڑی مراد کو پہنچا''۔[الأحزاب ۷۰/۷۱]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سیدھی بات کہنے کا حکم دیا ہے اور اس کے نتیجے میں باقی

اعمال کی اصلاح ودرستی کا وعدہ فرمایا ہے۔سیدھی بات کا عادی ہونے پر اصلاح اعمال کا جو وعدہ ہے وہ صرف دینی اعمال ہی سے متعلق نہیں بلکہ دنیا کے دیگر امور بھی اس میں شامل ہیں یعنی جو شخص سوچ سمجھ کر کلام کرے جو خطا ولغزش سے پاک ہو، کبھی جھوٹ نہ بولے، کسی کو فریب نہ دے اور دلخراش بات نہ کرے تو اس کے دنیا کے کام بھی بن جائیں گے اور آخرت میں بھی اس کے اعمال درست قرار پائیں گے۔ نیز جس شخص نے اپنی زبان پر قابو پالیا اور راست گوئی اور سیدھی بات کا عادی بن گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیں گے۔

نیز انسان کو اچھی بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿**وقل لعبادی یقولوا التی ھی احسن**﴾[بنی اسرائیل:۵۳]''اور میرے بندوں کو فرمادیں کہ (بات) وہ کہیں جو سب سے اچھی ہو (ورنہ) شیطان ان کے درمیان فساد ڈال دیتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

یعنی باہم اختلاف کے وقت بھی اچھی بات ہی کہنی چاہیے اور سخت کلامی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ سخت کلامی کے ذریعے شیطان دلوں کے درمیان فساد پیدا کر دیتا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ'' آدمی کی زبان سے کبھی خیر اور بھلائی کی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برکت اور قدر وقیمت وہ خود بھی نہیں جانتا مگر اللہ اس ایک بات کی وجہ سے اپنے حضور میں حاضری تک اس بندہ کیلئے اپنی رضا طے فرمادیتا ہے اور (اسی طرح) کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برائی اور نقصان کی حدود کو وہ خود بھی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس آدمی پر آخرت کی پیشی تک کیلئے اپنی ناراضی اور اپنے غضب کا فیصلہ فرمادیتا ہے''۔[شرح السنۃ]

نجات اخروی کا ذریعہ: حضرت عقبہؓ بن عامر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا:''اپنی زبان قابو میں رکھو، اپنے گھر میں رہو اور اپنی غلطیوں پر روتے ہو (**قال امسک علیک لسانک والیسعک بیتک وابک علیٰ خطیئتک**)[جامع ترمذی ابواب الزہد]

ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت معاذؓ کو نبی ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا''اپنی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں جائیں گے''(**وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم اوقال علی مناخر ھم الا حصائد السنتھم**)[جامع ترمذی]

مندرجہ بالا روایات سے زبان کے درست استعمال کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ زبان سے کوئی

ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو۔ زبان کا بے جا استعمال ہر اعتبار سے نقصان دہ ہے۔ امام مالکؒ نے حضرت عیسیٰؑ کا ایک قول نقل کیا۔ ''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اپنی زبان کو بری بات چیت کا عادی بناؤں''۔ [مؤطا: کتاب السلام]

حضرت صدیقؓ کا خوف: ایک روز حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سبب پوچھا تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: ''میں اسے اس لئے کھینچ رہا ہوں کہ اس کی تیزی باقی نہ رہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے''۔ [مؤطا]

اللہ کے ہاں کون صدیق اور کون کذاب؟ زبان کے باعث سرزد ہونے والے گناہوں میں سے اکثر گناہ کبیرہ ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک جھوٹ ہے جسے حدیث میں نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے: جس کی عادت بد سے انسان اللہ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس کثرت صدق کی وجہ سے صدیق کا درجہ پاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سچائی کو اپناؤ کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے۔ آدمی سچ بولتے بولتے صدیق بن جاتا ہے اور جھوٹ بولنا نافرمانی کی راہ بتاتا ہے اور نافرمانی دوزخ میں لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتے بولتے اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے''۔ [صحیح بخاری، کتاب الأدب]

اس حدیث کی روشنی میں ہم اپنے عمل کا جائزہ لیں کہ ہم روزانہ کتنی مرتبہ اور بلا جھجک جھوٹ بولتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ ہماری ایک ایک بات لکھی جارہی ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہم دوزخ میں جا سکتے ہیں۔ لہذا جھوٹ بولنے سے قبل سوچ لیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ اگر جھوٹ کی بجائے سچ بولیں گے تو سچ بولنا ہمیں جنت میں لے جائے گا۔ لہذا سچ بولنا اپنی عادت بنا لینا چاہیے۔

وعدہ خلافی اور ہوائیاں اڑانے کی عادت بد: جھوٹ کی ایک قسم وعدہ خلافی بھی ہے۔ وعدہ پورا نہ کرنا نفاق کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ جو ہمارے جد اعلیٰ ہیں ان کی منجملہ دیگر خصوصیات میں سے ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ وہ وعدہ وفا کرنے کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ ﴿واذكر في الكتاب اسمٰعيل انه كان صادق الوعد﴾ [مریم]

اسی طرح جھوٹ کی ایک قسم جھوٹی گواہی بھی ہے۔ یہ بھی کبیرہ گناہ ہے۔ عباد الرحمٰن کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی بیان کی گئی کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے ﴿والذين لا يشهدون الزور﴾ [فرقان]

اس کے برعکس آج ہمارا سارا عدالتی نظام جھوٹی گواہی پر مبنی ہے اور یہ کام کرتے ہوئے ذرا بھی دل نہیں کانپتا۔

جھوٹ کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان جو کچھ سنے اسے بلا تحقیق دوسرے سے کہتا پھرے۔ آج ہمارا معاشرہ اس جھوٹ میں بہت زیادہ مبتلا ہے۔ ہم جو بات سنتے ہیں، بلا تحقیق اسے دوسرے کے آگے بیان کر دیتے ہیں خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے باہمی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں اور مخالفتیں جنم لیتی ہیں۔ بعض اخبارات کا کاروبار ہی ہوائیاں اڑانے اور جھوٹی خبریں گھڑ کر سنسنی پھیلانا ہوتا ہے جو بہت خسارے کا سودا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ (**كفىٰ بالمرء كذبا ان يحدث بكل ماسمع**) ''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ سنے اسے بیان کرتا پھرے''۔ [مسلم] جھوٹی قسم کھانا بھی کبیرہ گناہ ہے حدیث مبارکہ ہے کہ ''جو شخص کسی کا مال جھوٹی قسم کھا کر مار لے وہ اللہ کے سامنے کوڑھی ہو کر پیش ہوگا''۔ [ابوداؤد]

بچوں کو بہلانے کیلئے بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں اور نہ دوسرے کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

یہ زندہ دلی نہیں بلکہ باعث ہلاکت ہے: آج ہماری محفلوں میں صرف دوسروں کو ہنسانے کیلئے بکثرت جھوٹ بولا جاتا ہے، اور اسے ہم تفریح طبع کے طور پر اختیار کیے ہوئے ہیں اور اسے ''زندہ دلی'' نام دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ حالانکہ اس سلسلے میں واضح حدیث نبوی ﷺ ہے کہ: ''ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو باتیں کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو ہنسائے اس کیلئے ہلاکت ہے، اس کیلئے ہلاکت ہے''۔ [جامع ترمذی]

زبان سے کیا جانے والا ایک بڑا گناہ فحش گوئی بھی ہے جس کا ارتکاب نوجوانوں کی بے تکلفانہ مجلسوں میں اکثر کیا جاتا ہے۔ اسلام میں فحش گوئی سے منع کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میاں بیوی کو اپنے پوشیدہ حالات دوسرے کے سامنے بیان کرنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش گو اور بدکلام ہی ہوتا ہے''۔ [جامع ترمذی] گالی گلوچ بھی فحش گوئی کی ایک قسم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت کے دن اللہ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہوگا جس کی فحش گوئی اور بدزبانی کے ڈر سے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو''۔ [بخاری ومسلم]

گالی گلوچ میں عموماً بے شرمی اور بے حیائی کی باتوں کو الفاظ کی صورت میں زبان سے نکالا جاتا ہے جس سے معاشرے میں ان مکروہ باتوں کے سننے اور سنانے کی جرات پیدا ہوتی ہے یہ الفاظ سے بڑھ کر اعمال کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس سے معاشرہ برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے لہذا اس سے بچنا چاہیے۔

غیبت، چغل خوری اور دورخا پن: زبان کے ذریعے سے ادا کئے جانے والا ایک اور کبیرہ گناہ غیبت ہے۔ ہمارے معاشرے میں شاید ہی کوئی مجلس ہو جہاں یہ گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ''تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے'' ﴿**ولا یغتب بعضکم بعضا**......﴾[الحجرات]

اسی حکم میں غیبت کرنے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے (**ایحب احد کم ان یاکل لحم اخیہ میتا**) رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے سوال فرمایا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کیا گیا اللہ اور اس کا رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تمہارے اپنے بھائی کا اس کی غیر موجودگی میں اس طرح تذکرہ کرنا کہ اسے برا لگے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ جو بات میں بیان کر رہا ہوں اگر وہ میرے بھائی کے اندر موجود ہو تو اسے بیان کرنے کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ فرمایا: اگر تیرے بھائی میں وہ عیب کی بات موجود ہے جسے تو بیان کر رہا ہے تو یہی غیبت ہے اور اگر تو نے کوئی ایسی عادت بیان کی جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی پھر تو تو نے اس پر بہتان باندھا''۔[مسلم]

غیبت کرنے والے کو آخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہو سکتا جب تک وہ شخص نہ معاف کر دے جس کی غیبت کی گئی ہو۔ لہذا زبان ہلانے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے کہ کہیں میں غیبت تو نہیں کرنے لگا ہوں؟

زبان سے سرزد ہونے والا ایک اور گناہ چغل خوری ہے۔ کسی کی ایسی بات دوسرے تک پہنچانا جو اس شخص کی طرف سے اس دوسرے آدمی کو بدگمان اور ناراض کر کے باہمی تعلقات کو خراب کر دے، چغل خوری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**لایدخل الجنۃ قتات**) ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا'' (صحیح بخاری: کتاب الأدب) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب دو آدمیوں یا گروہوں میں اختلاف اور نزاع ہو تو وہ ہر فریق سے مل کر دوسرے کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ جب کسی سے ملتے ہیں تو اس کے ساتھ اپنے تعلقات کا بڑے فخر سے اظہار کرتے ہیں مگر پشت پر اس کی برائی اور بدخواہی کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسے آدمی کو دورخا کہتے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ''دنیا میں جو شخص دورخا ہوگا (اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا) قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی''۔[ابوداؤد]

کسی کی تعریف کرنے میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہیے کہ کہیں اس میں خود پسندی نہ پیدا ہو جائے

بلکہ خود بھی فخر وغرور کے اظہار سے بچنا چاہیے۔ نیز کسی کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے اور نہ اس کے برعکس کسی کی اہانت وتحقیر اور اس کے عیب کا اظہار اس طرح کرنا چاہیے کہ جس سے لوگ اس پر ہنسیں، جیسا کہ آج کل محفلوں میں جگت بازی کے نام پر ایک دوسرے کو ستایا اور ہنسایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ کسی مسلمان کی دل آزاری اسلام میں جائز نہیں۔ زبان کو فضول اور بے فائدہ باتوں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے: (من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه) ''آدمی کے اسلام کی خوبی اور کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کو چھوڑ دے''۔ لہذا ایسی فضول بحثوں میں پڑنے سے بھی بچنا چاہیے جن کا حاصل کچھ نہ ہو۔

علمی مجادلے کا اسلوب: علمی بحث کے دوران بھی ایک دوسرے پر طعن وتشنیع، طنز وتعریض اور چوٹیں کسنے سے بچنا چاہیے کیونکہ بقول امام مالکؒ ''علم میں جھگڑا کرنا ایمان کے نور کو زائل کر دیتا ہے'' جب بات کی جائے تو اس میں بھی اختصار سے کام لیا جائے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں کیونکہ بات میں اختصار ہی بہتر ہے''۔ [ابوداؤد]

مزید برآں کثرت کلام سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''ذکر الٰہی کے علاوہ کثرت کلام سے پرہیز کرو کیونکہ اس سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے''۔ [جامع ترمذی ابواب الزہد]

زبان کی حفاظت کا بہترین ذریعہ خاموشی ہے۔ نبی کریم ﷺ اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی، باب کیف کان کلام رسول اللہ ﷺ) اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بڑی جامع حدیث مبارکہ بھی ہے۔

بولو تو اچھا ورنہ چپ رہو: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلائی کی بات کہے یا خاموش رہے۔ (فلیقل خیرا او لیصمت) [صحیح بخاری] لہذا ہمیں اس حدیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے صرف خیر کی بات کہنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔ اس طرح ہم ان شاء اللہ زبان کی آفتوں یعنی زبان کے ذریعے سے ہونے والے گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ فضول گوئی کی بجائے اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر

سے تر رکھیں۔ اگر کبھی خدانخواستہ زبان سے خلاف شریعت کوئی بات ہو جائے تو فوراً توجہ کریں اور یہ دھیان رکھیں کہ ہماری زبان سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ حدیث مبارکہ کے مطابق مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)

زبان سے ایمان کی درستگی کا پتہ چلتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو اور دل اس وقت تک سیدھا نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان سیدھی نہ ہو۔

سارے اعضاء پر زبان بھاری ہے: نبی ﷺ نے فرمایا ہر صبح ابن آدم کے سارے اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں کہ اللہ کیلئے ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، کیونکہ ہم تجھ ہی سے ہیں، اگر تو درست رہے تو ہم بھی درست رہیں گے، اگر تجھ میں کجی آ گئی تو ہم بھی راہ بھٹک جائیں گے۔ [ترمذی]

زبان کی حفاظت خیر کو جمع کرتی ہے: حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وصیت چاہی تو آپ نے فرمایا اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور زبان کو کنٹرول میں رکھو، شیطان اسی کے ذریعے غلبہ پاتا ہے۔ نیز فرمایا اس وقت تک انسان کا ایمان سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو، اور دل اس وقت تک سیدھا نہیں ہوتا جب تک زبان سیدھی نہ ہو۔ (لايستقيم ايمان عبد حتى يستقيم قلبه ولا يستقيم قلبه حتى يستقيم لسانه)

زبان کی حفاظت جنت کی ضمانت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا "جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا اور وہ ہیں زبان اور شرمگاہ" (من يضمن لي مابين لحييه وما بين رجليه اضمن له الجنة) [بخاری] ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبان سے اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں اور حق بات کہیں۔ ایسا کرنے سے ہم خود بھی فلاح پائیں گے اور ہمارا معاشرہ بھی امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ ان شاء اللہ

دعائے صحت کی اپیل

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد بنیامین حفظہ اللہ (جھوک دادو تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد) ان دنوں شدید بیمار ہیں، اب شیخ زید ہسپتال لاہور کے گردہ وارڈ میں داخل ہیں، احباب جماعت سے دعا کی گزارش ہے۔

دعا گو: نور صمد ناظم جامعہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور